جبر و قدر اور انسانی اختیار کا نفسیاتی جائزہ

انسان کے بااختیار یا مجبور محض ہونے کی بحث صدیوں پرانی ہے۔ اس بحث کا دائرہ انسانی افعال کے گرد گھومتا ہے کہ آیا انسان اپنے افعال اپنی مرضی سے سرانجام دیتا ہے یا انسانی افعال کی انجام دہی پہلے سے تقدیر میں درج ہے اور انسان صرف وہی کرنے کا مکلف ہے جو اس کی تقدیر میں پہلے سے طے ہے۔ انسانی افعال {Behavior} انسانی نفسیات کے تابع ہیں لہذا اس قدیم بحث کو نفسیاتی طریقوں سے بھی دیکھا جاتا رہا ہے اور جدید ترین سائنس اس نتیجے پر پہنچتی دکھائی دیتی ہے کہ انسانی اختیار {Free Will} صرف ایک خام خیالی اور دھوکا ہے اور انسان وہی کرتا ہے جسے اس کا دماغ اسے کرنے کو کہتا ہے۔ انسان اپنی دانست میں اس دھوکے میں ہوتا ہے کہ یہ کام وہ خود اپنی مرضی اور مکمل ارادے سے سرانجام دے رہا ہے، مگر حقیقتاً ایسا کچھ بھی نہیں۔ چونکہ جدید نفسیات قرآنی اصولوں سے استفادہ نہیں کرتی لہذا اب تک میری نظر سے کوئی ایسا فلسفہ نہیں گزرا جو جدید نفسیات کے بنیادی اصولوں اور قرآن دونوں کی رہنمائی سے جبر و قدر کے فرق کو واضع کر سکے۔ مزید برآں، جبر و قدر اور اسلام سے ہٹ کر بھی مجھے کوئی ایسا نفسیاتی فلسفہ نظر نہیں آیا جو صرف انسانی افعال {behavior} ہی کے رونما ہونے کے مکمل طریقہ کار کو واضع کر سکے۔ بنا بر این، درج ذیل تحریر فلسفۂ سکون کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ پیش کرتی ہے جسے ذیلی جدول سے بہتر سمجھا جا سکتا ہے۔

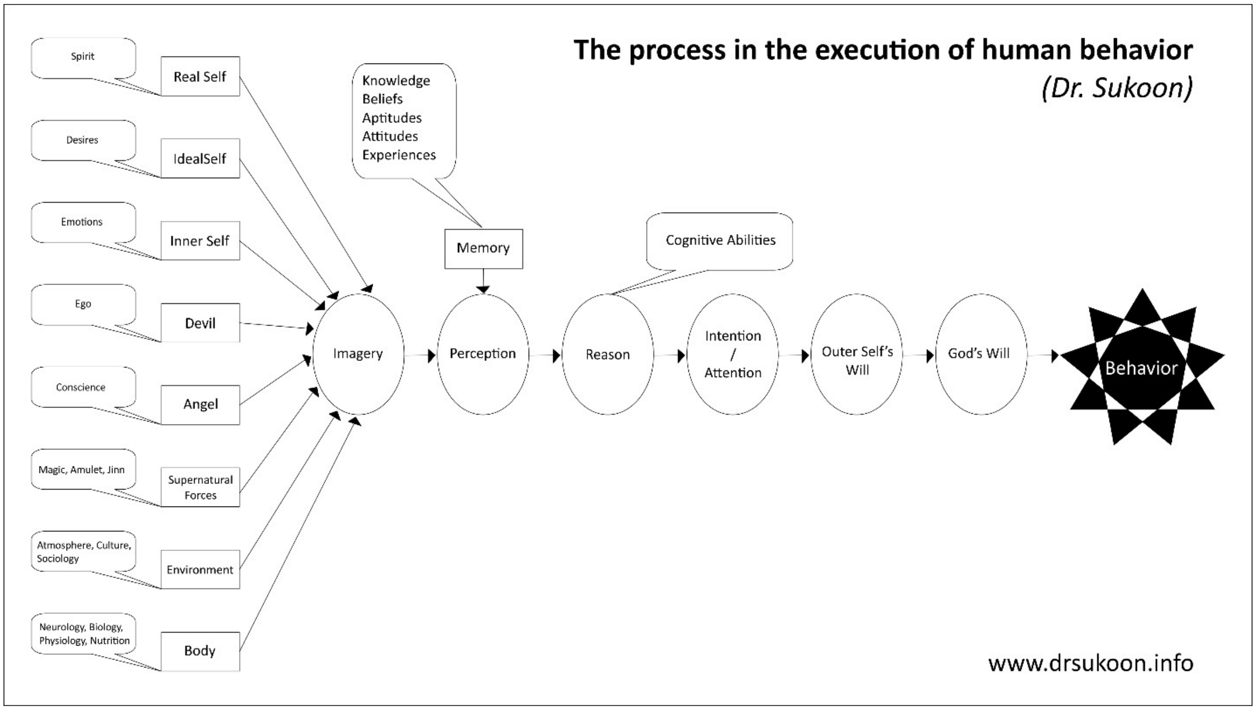

تخیل انسانی انسان کی تمام سوچوں کے لیے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں ہر وقت کچھ سوچیں موجود رہتی ہیں۔ یہ ہر وقت موجود رہنے والی اور بالکل ختم نہ کی جاسکنے والی سوچیں خود اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان مکمل طور پر بااختیار ہر گز نہیں، اگر کوئی انسان مکمل طور پر بااختیار ہو تو وہ کم از کم کچھ لمحوں کے لیے تو ان سوچوں سے جان چھڑا پائے جبکہ ایسا ناممکن ہے۔کسی سوچ کی موجودگی ہی دراصل زندگی کی علامت ہے۔سوچ سے خواب تک میں پیچھا نہیں چھڑایا جاسکتا۔سوچ ایک قوت {energy} ہے جسے ختم کرنا ناممکن ہے۔کائنات کی ہر شے ایک سوچ ہے، انسان بذات خود ایک سوچ ہے۔اس ضمن میں فلسفۂ سکون کے بنیادی مندرجات کو جاننے کے لیے میری ویب سائٹ کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

انسان کی چار مختلف ذاتوں میں سے اس کی ظاہری ذات افعال کی انجام دہی کو عمل میں لاتی ہے۔اس کی باقی تین ذاتیں یعنی حقیقی ذات، اندرونی ذات اور مثالی ذات اپنی سوچیں انسان کے تخیل پر منعکس کرتی ہیں۔ تخیل تحت الشعور کا حصہ ہے۔انسان کی ذاتوں کے علاوہ شیطان، جنات، موکلات، فرشتے اور دیگر ان دیکھی طاقتیں بھی انسانی تخیل میں سوچوں کو پیدا کرتی ہیں۔ جادو سے بھی تخیل انسانی

میں سوچوں کا جنم لینا ممکن ہے۔ تخیل انسانی میں کئی سوچیں انسان کے ارد گرد ماحول، موسم، سماجی حالات و واقعات، اور دوسرے افراد کی باتوں اور رویوں کے نتیجے میں بھی وارد ہوتی ہیں۔ انسانی جسم اور اس سے متعلقہ اعضاء بھی تخیل انسانی میں سوچیں پیدا کرتے ہیں۔ انسان کی غذا اور نشہ آور اشیاء بھی انسانی تخیل میں سوچیں پیدا کرتی ہیں۔ یہاں یہ سوچنا چاہیے کہ جب انسان اپنے تخیل میں وارد ہونے والی ان ہمہ جہت سوچوں کے داخلے اور خاتمے پر اختیار نہیں رکھتا تو اپنے افعال کو مکمل طور پر کسی غیر کے اثر سے آزاد کیسے کہہ سکتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (القرآن ، 42:51)

اور بشر کی مجال نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اِذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے، (القرآن، 42:51)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (القرآن ، 50:16)

اور بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اُن وسوسوں کو جانتے ہیں جو اس کا نفس اس میں ڈالتا ہے۔ اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں، (القرآن، 50:16)

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (القرآن ، 7:20)

پھر شیطان نے دونوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ان سے پوشیدہ تھیں ان پر ظاہر کر دے اور کہنے لگا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا مگر تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے یا تم دونوں ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ گے، (القرآن، 7:20)

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ (القرآن ، 20:120)

پس شیطان نے انہیں خیال دلا دیا وہ کہنے لگا: اے آدم! کیا میں تمہیں دائمی زندگی بسر کرنے کا درخت بتادوں اور بادشاہت بھی جسے نہ زوال آئے گا نہ فنا ہو گی، (القرآن، 20:120)

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (القرآن ، 41:30)
نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (القرآن ، 41:31)

بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ قائم ہو گئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، (القرآن، 41:30)

ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں، اور تمہارے لئے وہاں ہر وہ نعمت ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ تمام چیزیں ہیں جو تم طلب کرو، (القرآن، 41:31)

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (القرآن ، 114:4)
الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (القرآن ، 114:5)
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (القرآن ، 114:6)

وسوسہ انداز کے شر سے جو پیچھے ہٹ کر چھپ جانے والا ہے، (القرآن، 114:4)

جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، (القرآن، 114:5)

خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے، (القرآن، 114:6)

تخیل انسانی میں موجود سوچیں انسان کے ادراک تک پہنچتی ہیں۔ انسان کو ادراک کرنے کے لیے یعنی ان سوچوں کو سمجھنے کے لیے اپنی یاداشت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ہر شخص کی یاداشت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ یاداشت میں علم، سابقہ تجربات، رجحانات، رویے، اور اعتقادات وغیرہ محفوظ ہوتے ہیں جن کی روشنی ہی میں انسان اپنے تخیل سے آنے والی سوچوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنی عقل کو بھی بروئے کار لاتا ہے جس میں اس کی ذہانت، اور تخلیقی صلاحیتیں بھی شامل ہیں۔ چونکہ انسان کا ادراک یعنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور اس کی عقلی استعداد دوسرے انسانوں سے مختلف ہوتی ہے لہذا انسانوں کے افعال میں تفاوت دیکھنے کو ملتا ہے۔ سوچوں کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر انسان کسی فعل کو انجام دینے کا ارادہ یعنی نیت کرتا ہے۔ نیت جتنی قوی اور خالص ہو گی، فعل کو

انجام دینے کا عمل اتنا ہی شدید ہو گا۔ فعل کی پرکھ بھی نیت ہی سے ہو گی۔ نیت اور ارادے سے ایک قوت ارادی پیدا ہوتی ہے جو انسان سے فعل کو انجام دلواتی ہے۔ تاہم انسان کی قوت ارادی کے ساتھ ساتھ اللہ کا ارادہ اور منشاء یعنی توفیق کا ہونا بھی ضروری ہے جس کے بغیر فعل کا ظہور پزیر ہونا ناممکن ہے۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (القرآن ، 24:35)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی اس طاق جیسی ہے جس میں چراغ ہے؛ چراغ، فانوس میں رکھا ہے۔ فانوس گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل چمک رہا ہے اگرچہ ابھی اسے آگ نے چھوا بھی نہیں، نور کے اوپر نور ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے، (القرآن، 24:35)

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (القرآن ، 76:30)

اور تم خود کچھ نہیں چاہ سکتے سوائے اس کے جو اللہ چاہے، بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے، (القرآن، 76:30)

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا اپنے تخیل میں آنے والی سوچوں پر کوئی اختیار نہیں اگرچہ کہ یہ سوچیں اس کے افعال کی انجام دہی میں ضرور اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ انسان کو اپنے ادراک، عقل، نیت اور ارادے میں ضرور اختیار حاصل ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنے افعال کو اپنا کہہ سکتا ہے۔

ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (القرآن ، 3:182)

یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھ خود آگے بھیج چکے ہیں اور بیشک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے،(القرآن،3:182)

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ (القرآن ، 6:104)

بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نشانیاں آچکی ہیں پس جس نے دیکھ لیا تو اس کی اپنی ذات کے لئے ہے، اور جو اندھا رہا تو اس کا وبال اسی پر ہے، اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں،(القرآن،6:104)

مَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (القرآن ، 17:15)

جو کوئی راہِ ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے فائدہ کے لئے ہدایت پر چلتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور ہم ہرگز عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم کسی رسول کو بھیج لیں،(القرآن،17:15)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (القرآن ، 18:29)

اور فرما دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کردے، بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی، اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے چہروں کو بھون دے گا، کتنا برا مشروب ہے، اور کتنی بری آرام گاہ ہے،(القرآن،18:29)

اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (القرآن ، 52:16)

اس میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا صبر نہ کرو، تم پر برابر ہے، تمہیں صرف انہی کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے، (القرآن،52:16)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ (القرآن ، 52:21)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے ایمان میں اُن کی پیروی کی، ہم اُن کی اولاد کو اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور ہم اُن کے ثوابِ اعمال سے بھی کوئی کمی نہیں کریں گے، ہر شخص اپنے ہی عمل میں گرفتار ہوگا۔(القرآن، 52:21)

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (القرآن ، 76:3)

بے شک ہم نے اسے راہ بھی دکھا دی، خواہ وہ شکر گزار ہو جائے یا ناشکر گزار رہے۔(القرآن، 76:3)

ادراک، عقل، نیت اور ارادے پر انسانی اختیار کے باوجود انسان بالآخر ضعیف ہے۔

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (القرآن ، 4:28)

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے، اور اِنسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔(القرآن، 4:28)

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (القرآن ، 33:72)

بیشک ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، بیشک وہ بڑی زیادتی کرنے والا بڑا بے خبر و نادان ہے۔(القرآن، 33:72)

یہ بھی حقیت ہے کہ بالآخر اللہ ہی ہر شے کے خالق ہیں اور انسانی سوچیں اور افعال بھی شے ہی کے زمرے میں آتے ہیں۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (القرآن ، 6:102)

یہی (اللہ) تمہارا پروردگار ہے، اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، (وہی) ہر چیز کا خالق ہے پس تم اسی کی عبادت کیا کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔(القرآن، 6:102)

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (القرآن ، 13:16)

فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ فرما دیجئے: اللہ ہے۔ آپ فرمایئے: کیا تم نے اس کے سوا (ان بتوں) کو کارساز بنا لیا ہے جو نہ اپنی ذاتوں کے لئے کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ کسی نقصان کے۔ آپ فرما دیجئے: کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں یا کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں۔ کیا انہوں نے اللہ کے لئے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی طرح (کچھ مخلوق) خود (بھی) پیدا کی ہو، سو (ان بتوں کی پیدا کردہ) اس مخلوق سے ان کو تشابُہ (یعنی مغالطہ) ہو گیا ہو، فرما دیجئے: اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ایک ہے، وہ سب پر غالب ہے، (القرآن، 13:16)

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (القرآن ، 39:62)

اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے، (القرآن، 39:62)

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ (القرآن ، 40:62)

یہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بھٹکتے پھرتے ہو، (القرآن، 40:62)

انہی وجوہات کی بنیاد پر انسان کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے ہر کام کی تکمیل کے سلسلے میں اللہ سے مدد طلب کرے اور اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی فعل انجام نہیں پا سکتا اور نہ انسان کسی فعل کو اللہ کی توفیق کے بغیر روک لینے پر قادر ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا (القرآن ، 18:23)
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا (القرآن ، 18:24)

اور کسی بھی چیز کی نسبت یہ ہرگز نہ کہا کریں کہ میں اس کام کو کل کرنے والا ہوں، (القرآن، 18:23)

مگر یہ کہ اگر اللہ چاہے اور اپنے رب کا ذکر کیا کریں جب آپ بھول جائیں اور کہیں: امید ہے میرا رب مجھے اس سے قریب تر ہدایت کی راہ دکھادے گا،(القرآن،18:24)

انسان کا اپنے افعال پر مکمل اختیار نہ ہونا اس کی آزمائش کی خاطر ہے جس سے یہ آزمانا مقصود ہے کہ انسان اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اور ایسے حالات و واقعات میں جن پر اس کا کوئی اختیار نہیں، اللہ کے احکامات بجالانے کے لیے کتنی کوشش کرتا ہے۔ یاد رہے کہ انسان کے بس میں صرف کوشش کرنا ہی ہے اور اسی کوشش کو ہی پرکھا جا رہا ہے۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (القرآن ، 17:19)
اور جو شخص آخرت کا خواہش مند ہوا اور اس نے اس کے لئے اس کے لائق کوشش کی اور وہ مومن ہے تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش مقبولیت پائے گی،(القرآن،17:19)

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (القرآن ، 18:104)
یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں،(القرآن،18:104)

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (القرآن ، 21:94)
پس جو کوئی نیک عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوشش کا انکار نہ ہوگا، اور بیشک ہم اس کے اعمال کو لکھ رہے ہیں،(القرآن، 21:94)

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (القرآن ، 53:39)
وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ (القرآن ، 53:40)

ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ (القرآن ، 53:41)
اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہو گی،(القرآن،53:39)
اور یہ کہ اُس کی ہر کوشش عنقریب دکھادی جائے گی،(القرآن،53:40)
پھر اُسے (اُس کی ہر کوشش کا) پورا پورا بدلہ دیا جائے گا،(القرآن،53:41)

لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ (القرآن ، 88:9)
اپنی کاوشوں کے باعث خوش و خرم ہوں گے،(القرآن،88:9)

جنت میں انسان اپنی خواہشات کو مکمل طریقے سے پورا کر سکے گا اور جو کرنا چاہے گا کر پائے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (القرآن ، 41:30)
نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (القرآن ، 41:31)
بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ قائم ہوگئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا،(القرآن،41:30)
ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں، اور تمہارے لئے وہاں ہر وہ نعمت ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ تمام چیزیں ہیں جو تم طلب کرو،(القرآن،41:31)

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے فعل میں مکمل طور پر بااختیار نہیں۔ انسان پر آنے والے حادثات، حالات و واقعات اور تغیر و تبدل انسانی اختیار سے باہر ہیں۔ تخیلاتی سوچوں پر بھی اس کا کوئی بس نہیں چلتا۔ یہ تخیلاتی سوچیں اس کے افعال کی پرورش میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ انسان کو اپنے ادراک، عقل، نیت اور ارادے پر اختیار حاصل ہے جس کی بنا پر اس کی آزمائش صرف اس کی

کوشش پر موقوف ہے۔انسان کو اپنے ہر فعل کی انجام دہی میں توفیق الہی کی ضرورت ہے۔دنیاوی زندگی میں انسان اگرچہ کہ کمزور ہے اور مکمل اختیار نہیں رکھتا مگر اسے جنت میں اعلی اختیارات نصیب ہوں گے۔